مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی کتاب بیاض واحدی کے فتاوی جات میں عربی وفارسی اشعار سے استشہاد

(بیاض واحدی جلد سوم کی روشنی میں)

The citation of Arabic and Persian poetry by Makhdoom Abdul Wahid Sevistani in his Book Biyyaz-e-Wahidi's Jurisprudence (In the light of Biyyaz-e-Wahidi vol3)

Ghulam Nabi*

Abstract
Makhdoom Abdul Wahid Sevistani (1737-1809) was one of the renowned religious scholars and creative authors of Sindh. He had great expertise and knowledge in various branches of Islamic education. Beyaz-e-Wahidi is the most monumental book of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani. It is the best of all his literary works. In this article, the biography of Makhdoom Abdul Wahid Sevistani and his work in field of Islamic Jurisprudence is mentioned briefly. Furthermore, the examples of Arabic and Persian poetry used by Makhdoom Abdul Wahid Sevistani in his book Biyyaz-e-Wahidi's Jurisprudence is discussed. No doubt, Makhdoom Abdul Wahid Sevistani was well-known as Islamic religious scholar but he was also a great poet and literary of Persian and arabic languages. Makhdoom Abdul Wahid Sevistani collected precious Knowledge from basic sources of Islamic knowledge as Noble Quran, Hadith, reliable and authentic books of Islamic studies in his book Biyyaz-e-Wahidi. He also analyzed the deferent opinions and explanations of the prominent scholars of hanafi jurisprudence in his book. This article also deals with his poetry and literary life in Persian language. This article is an attempt to explore his comprehensive efforts and importance of this book in Persian and Arabic literature perspective.
Keywords: Makhdoom Abdul Wahid Sevistani, Beyaz-e-Wahidi, fiqh, Hanfi, jurisprudence, poetry.

مخدوم عبدالواحد سیوستانی:

تعارف:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سنہ ۱۱۵۰ھ بمطابق ۱۷۳۷ء میں پیدا ہوئے۔ [1]آپ کا اصل نام محمد احسان اور اپنے وقت میں علم فقہ و فتاوی میں یکتائے روزگار ہونے کی وجہ سے نعمان ثانی کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ کی ولادت کے وقت میاں نور محمد کلھوڑہ (1123ھ-1167ھ) سندھ کے حکمران تھے۔[2] آپ کے والد ماجد مخدوم دین محمد صدیقی (متوفی 1192ھ) پاٹ شہر سے ہجرت کرکے مستقل طور پر سیوہن میں سکونت پذیر ہوئے اس لئے قرینِ قیاس یہی ہے کہ مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی پیدائش سیوہن میں ہوئی۔[3] اس زمانے میں سہون علم وادب کا عظیم گہوارہ تھا، خاص طور مخدوم صاحب کا تعلق ایک ایسے علمی گھرانہ سے تھا جس کے افراد اپنے اپنے دور میں وقت کے قاضی اور مفتی تھے۔ آپ کے والد ماجد مخدوم دین محمد صدیقی اپنے شہر کے مفتی ہونے کے ساتھ ساتھ کلھوڑہ دور حکومت کے قاضی اور وزیر مذہبی امور بھی تھے۔ آپ کے جد امجد مخدوم عبدالواحد کبیر پاٹائی (متوفی ۱۱۲۳ھ) اپنے وقت کے بہت بڑے عالم، فقیہ و صاحبِ

* Research Scholar, Shaikh Zaid Islamic Centre, University of Karachi.

تصانیف بزرگ تھے، آپ نے دہلی میں مغل خاندان کے مشہور بادشاہ اورنگزیب عالمگیر سے ملاقات کی، وہ آپ کی علمیت سے متاثر ہوئے اور آپ کو اپنے علاقے کا مفتی و قاضی مقرر کردیا۔(4) آپ کے اجداد میں سے ایک مسیح الاولیاء شیخ عیسی جند اللہ بن شیخ قاسم پاٹائی (962ھ-1031ھ) نے سندھ کے شہر پاٹ سے ہجرت کرکے برہانپور میں مستقل سکونت اختیار کی، آپ کثیر التصانیف بزرگ تھے، آپ کی تصانیف میں سے عین المعانی، انوار الاسرار، رسالہ حواس پنج گانہ، حاشیہ بر اشارہ غریبہ، شرح قصیدہ بردہ اور دیگر کتب کے نام آتے ہیں۔ مخدوم عبدالواحد سیوستانی کا سلسلۂ نسب سلسلہ سہروردیہ کے بانی شیخ شہاب الدین سہروردی سے بیس واسطوں سے جاملتاہے، اور شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃاللہ علیہ کا سلسلہ نسب خلیفہ اول سید ناصدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جاملتاہے۔(5) اسی لئے مخدوم عبدالواحد سیوستانی اور آپ کے آباءواجداد صدیقی کہلاتے تھے۔

تعلیم وتربیت:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کے اساتذہ میں آپ کے والد قاضی دین محمد (متوفی ۱۱۹۲ھ) کا نام آتاہے جن کی سرپرستی میں آپ نے ابتدا سے لے کر انتہا تک تمام فارسی اور عربی کتب پڑھ کر تعلیم مکمل کی۔(6) آپ نے چھوٹی عمر میں ہی علوم نقلیہ وعلوم عقلیہ میں کمال مہارت حاصل کرلی تھی اور فقہ میں غیر معمولی دلچسپی کی بناء پر جلد اپنے یہاں کے علماء وفقہاء میں ممتاز ہوگئے۔

مخدوم صاحب بحیثیت مدرس وفقیہ ومفتی:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کا گھرانہ پچھلی کئی صدیوں سے علم و فضل اور قضاوافتاء کے حوالے سے سندھ بھر میں معروف تھا، دادااور والد کے بعد آپ کو ارشاد وتربیت اور وعظ وافتاء کی ذمہ داری تفویض کی گئی، اور آپ پوری زندگی درس وتدریس وافتاء کے ذریعہ دین اسلام کی خدمت کرتے رہے۔ اس دور کے علماء، فقہاء، اور قضاۃ مشکل مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے تھے، جیسا کہ بیاض واحدی کے مطالعہ سے واضح ہے۔(7)

تلامذہ:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سے بڑے بڑے اصحاب علم وفضل نے تحصیل علم وکسب فیض حاصل کیا، ان مشاہیر علم وفن میں سے چند اہم تلامذہ کے نام درج ذیل ہیں:

1) مخدوم محمد عابد سندھی (متوفی 1657ھ)

2) علامہ محمد حسین سیوستانی

3) مخدوم عارف سیوستان

4) مخدوم محمد صادق: (آپ کے متعدد فتاوی بیاض واحدی میں درج ہیں جن پر مخدوم عبدالواحد سیوستانی نے رد کئے ہیں)

5) محمد فاضل (بیاض واحدی کے جامع، اور متعدد فتاوی کے سائل)

6) قاضی فیض محمد

7) قاضی اللہ جو کھیو (متعدد فتاویٰ کے سائل)

8) علی بن محمد

9) محمد افضل (بیاضِ واحدی کے جامع، اور آپ کے فتاوی کی تائید مخدوم عبدالواحد سیوستانی نے کی ہے، یہ فتوی اور اس کی تائید بیاض واحدی جلد سوم میں موجود ہے)

اور دیگر کے نام ملتے ہیں۔[8]

مخدوم عبدالواحد سیوستانی بحیثیت ادیب وشاعر:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی بحیثیت فقیہ ومفتی زیادہ مشہور ہیں، لیکن آپ کی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ عربی وفارسی سے متعلق نحوی، صرفی، لغوی، بلاغی علوم کے ساتھ ساتھ ان دونوں زبانوں کے علوم ادبیہ میں بھی ایک بلند مقام رکھتے تھے۔ فارسی نثر میں آپ کی کتاب انشاء واحدی فارسی علم وادب کی ایک شاہکار کتاب ہے جس میں منقوط (جس میں تمام حروف نقطے والے ہوں)، غیر منقوط (جس میں تمام حروف بغیر نقطے والے ہوں)، منقوط التحت (جس میں تمام وہ حروف ہوں جن کے نقطے نیچے ہیں) اور منقوط الفوق (جس میں تمام حروف وہ ہوں جن کے نقطے اوپر ہیں) تحریریں موجود ہیں جو پڑھنے کے قابل ہیں۔

مخدوم صاحب جس طرح فارسی نثر میں مہارت رکھتے تھے، فارسی اشعار کہنے میں بھی آپ کو خداداد صلاحیت حاصل تھی، آپ کی شاعری کا اکثر حصہ نایاب ہے، لیکن جو موجود ہے وہ آپ کے قادر الکلام شاعر ہونے پر شاہد ہے، آپ کے فارسی اشعار کا مجموعہ دیوان واحدی کے نام سے موسوم ہے، شاعری میں آپ کا تخلص واحدی تھا۔

آپ کے شاگرد محمد افضل (بیاض واحدی کے جامع) نے بیاض واحدی کے حواشی میں لکھا ہے کہ مخدوم صاحب نے ایک دفعہ نیند میں پوری غزل پڑھی، پڑھنے کے بعد بھی محوِ خواب ہی تھے، اس غزل کے چند اشعار یہ ہیں:

عمرِ عزیز تو کہ بہ نقش ونگار رفت نیکو نگاہ کن کہ زدستت چہ کار رفت

بر واحدی دریں غم رحمے نہ کرد کس گویا کہ اہلِ رحم ہمہ زیں دیار رفت

تیری عمرِ عزیز دنیا کے ظاہری نقش ونگار میں گزر گئی، غور سے دیکھو کہ تیرے ہاتھوں آگے (آخرت) کے لئے کیا کام ہوئے ہیں؟ واحدی پر اسی غم میں کسی نے رحم نہیں کیا، گویا کہ تمام اہلِ رحم اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔[9]

بیعت وطریقت:

علومِ ظاہری کے ساتھ ساتھ علومِ باطنی میں بھی آپ بلند مقام رکھتے تھے، خانوادہ مجددیہ کے چشم وچراغ اور سلسلہ نقشبندیہ کے کامل بزرگ خواجہ صفی اللہ مجددی، نقشبندی (متوفی ۱۲۱۲ھ) حج کے ارادے سے مکہ مکرمہ جاتے ہوئے سیوہن سے گزرے تو مخدوم عبدالواحد سیوستانی

کو سلسلہ نقشبندیہ میں بیعت کرتے ہوئے خلافت واجازت سے بھی نوازا۔[10]

مخدوم عبدالواحد سیوستانی کا علماو مشائخ میں مقام:

مشہور اہل علم و کثیر اصحاب علم و فضل نے مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی علمی عظمت و فضیلت کے معترف تھے اور ان کو عمدہ القاب سے نوازا ہے۔

جیسے خواجہ فضل اللہ مجددی، نقشبندی (متوفی ۱۲۱۲ھ) نے عمدۃ المقامات میں مخدوم عبدالواحد سیوستانی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:
"مخدوم عبدالواحد سیوستانی ظاہری و باطنی فضائل و کمالات سے متصف ہیں، اور انہیں ہمارے حضرت خواجہ صفی اللہ مجددی سے اجازت و خلافت ملی تھی۔ "[11]

مخدوم الحاج محمد ہالائی (متوفی ۱۳۳۶ھ) اپنے فتاوی جات میں کثیر مقامات پر "بیاض واحدی" سے اقتباس نقل کئے ہیں، ایک مقام پر مخدوم صاحب کی تعریف میں لکھتے ہیں: "العلامۃ ، المحقق، المدقق، مخدوم عبدالواحد السیوستانی۔ "[12]

اس طرح مخدوم عبدالواحد سیوستانی کے ایک شاگرد محمد صادق کچیرائی بن محمد شریف نے اپنے ایک فتویٰ میں آپ کو ان القاب سے ذکر کیا ہے: "العلامۃ الاجل ، الفحامۃ الاعظم، امام علماء العصر، العارف الربانی، مولانا المخدوم السیوستانی، مد اللہ تعالی اجلالہ واشفاقہ علی مفارق التلامیذ وادام اللہ تعالیٰ بقاءہ وانار اللہ سراجہ الی یوم القیامۃ بحضرۃ الرسالۃ علی صاحبھا افضل الصلاۃ والسلام۔ "[13]

اس طرح مخدوم عبدالواحد سیوستانی کے ایک شاگرد علی بن محمد اپنے استاد گرامی کی تعریف اس قدر عمدہ لفظوں سے کی ہے: " مخدوم المخادیم، سند الاقالیم، طور العلم، نور الھدی، عالم ربانی مخدوم عبدالواحد السیوستانی علیہ رحمۃ الرحمانی۔ "[14]

تصنیف کردہ کتب ورسائل:

درس وتدریس سے مشکل کام تصنیف وتالیف کا ہے، چونکہ مخدوم عبدالواحد سیوستانی کے آباءواجداد نے درس وتدریس کے ساتھ ساتھ مختلف علوم وفنون دینیہ میں کثیر کتب کا ذخیرہ چھوڑا ہے، لہذا یہ کہا جاسکتا ہے کہ آپ اپنے آباءواجداد کی درس وتدریس کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کے بھی صحیح وارث تھے۔ آپ چونکہ قرآن، حدیث، فقہ ودیگر علوم نقلیہ کے ساتھ ساتھ اور علوم عقلیہ پر بھی کامل دسترس رکھتے تھے، چناچہ آپ کی اہم تصنیف بیاض واحدی کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہوتی ہے کہ مخدوم صاحب کثیر المطالعہ شخصیت تھے اور آپ کی لائبریری میں تفسیر، حدیث، فقہ، اصول فقہ، تصوف، لغت وغیرہ سے متعلق کتب کا بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا، اس لئے آپ نے مختلف موضوعات پر کتب ورسائل کا ایک ذخیرہ چھوڑا ہے، جو آپ کی علمیت وفقاہت کے ساتھ ساتھ آپ کے صاحب تقویٰ ہونے پر شاہد عادل ہیں۔ ان کتب ورسائل میں بعض مطبوع ہیں اور اکثر مخطوط کی صورت میں مختلف لائبریریوں میں موجود ہیں، بعض اہم کے نام یہ ہیں:

1- اربعین فی فضل المجاہدین

2- ارشاد الصواب لمن وقع فی بعض الاصحاب

3- ازالۃ الاشتباہ فی قطع ہمزۃ یااللہ،

4- الازہار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ

5- اصدق التصدیق بالفضلیہ الصدیق

6- امداد النبی فی استمداد الولی

7- انشاءواحدی

8- انوار الفیوضات الباطنیۃ فی امتیاز اہل الباطن من الباطنیۃ

9- بسط المقال فی حل الاشکال

10- تسہیل الصعب فی ابیات الکعب

11- تہدید الغافر تعذیب الکافر

12- جمع المسائل علی حسب النوازل (المعروف بہ بیاض واحدی، جلد اول، طبع ۱۹۲۷ء، بیاض واحدی جلد دوم، جلد سوم) بعض کاتبین نے علم الکلام کے باب کو جلد چہارم شمار کیا ہے، لیکن اکثر نے باب علم الکلام کو بھی جلد سوم ہی میں شمار کیا ہے۔

13- حسن الفہم والتعقل فی جمع الکسب والتوکل

14- حواشی اشباہ والنظائر

15- دیوان واحدی

16- رش الانوار حاشیہ الدر المختار

ان کے علاوہ بھی متعدد کتب ورسائل کے نام مذکور ہیں۔ جن میں سے متعدد کتب ورسائل دست بردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکیں۔ جیسے در مختار پر آپ کے حواشی بنام رش الانوار حاشیہ در مختار کو محققین کتبِ مفقودہ میں شمار کرتے ہیں۔ (15)

وفات:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی ۸۴ سال کی عمر میں ۱۴ رمضان المبارک ۱۲۲۴ھ بمطابق ۱۸۰۹ء دار الفناء سے دار البقاء کی طرف رخصت ہوئے۔ (16)

بیاض واحدی کا تعارف واس کی اہمیت:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی فقہ واصول فقہ حنفی میں کامل مہارت رکھتے تھے، بہت سے ایسے مسائل جن میں اس دور کے مفتیان وقضاۃ باہم مختلف ہوتے، ان مسائل میں بالآخر آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کی تحقیق کو حرف آخر سمجھتے تھے، اسی وجہ سے آپ نعمان ثانی کے

لقب سے مشہور ہوئے جیسا کہ آپ کے شاگرد محمد صادق کیہرائی بن محمد شریف اپنے ایک فتویٰ میں آپ کو آپ کی زندگی میں اس لقب سے ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: " مولانا الاجل، ومخدومنا الاعظم، نعمان الزمان، سلمہ اللہ تعالیٰ"۔ (17)

فتویٰ نویسی کے ذریعہ آپ نے علمِ دین کی نشرواشاعت احسن انداز سے کی، انہی فتاوی کا مجموعہ جمع المسائل علی حسب النوازل المعروف بہ **بیاضِ واحدی** آپ کے شاگردوں نے آپ کی زندگی میں جمع کیا، بیاض واحدی کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام سے زیادہ اس وقت کے فقہاء، مفتیان اور قضاۃ نئے نئے مسائل، حوادث وواقعات سے متعلق شرعی رہنمائی کے لئے آپ سے رجوع کرتے تھے۔

ان مفتیان وقضاۃ میں سے بعض کے نام یہ ہیں: مخدوم دین محمد بوبکانی، محمد صادق متعلوی، قاضی اشرف بوبکانی قاضی الہ رکھیہ، فقیر احمد، مخدوم معظم سیوستانی، قاضی سید مقبول شاہ، مخدوم حامد آگہی، علامہ سائیں ڈنہ نصرپوری، قاضی عبدالحکیم، مفتی محمد یوسف ٹھٹوی، قاضی کرم اللہ، قاضی لطف اللہ، سید عاقل شاہ، قاضی صدیق نصرپوری، قاضی یار محمد، قاضی احمد، محمد کامل، علامہ قاضی محمد شکارپوری، مخدوم عبدالہادی، مخدوم سلمان نصرپوری، قاضی مولی ڈنہ خیرپوری، قاضی محمد شجاع ہالانی، گل محمد ڈیتھو، مفتی عزت اللہ، مفتی محمد مقیم، قاضی ابوالحسن، قاضی عبدالرحمٰن، عبداللہ، ضیاء الدین، مخدوم روح اللہ، مخدوم دین محمد، مخدوم ابوالمعالی نوشہری، میاں نور محمد نصرپوری، عامر صوفی اگھی، میاں احمد کیریائی وغیرہ۔ (18)

بیاض واحدی میں اکثر سوالات فارسی زبان میں، بعض سوالات عربی زبان میں ہیں جبکہ بعض سوالات میں سندھی زبان کے الفاظ بھی ملتے ہیں، فارسی سوالات کے جوابات میں مخدوم صاحب نے اکثر وبیشتر مختصر جواب فارسی میں پھر تفصیلی جواب عربی میں دیے ہیں، جبکہ عربی سوالات کے جوابات مکمل عربی میں دیے ہیں، ایسے مسائل جن سے متعلق فقہ حنفی کی کتب میں صراحتاً یا اشارۃً روایت نہ ملتی ہو تو مخدوم صاحب ان مسائل کے جوابات قرآن کریم، کتب تفاسیر، احادیث، آثار صحابہ، واقوال ائمہ دین اور فقہی قواعد واصول کی روشنی میں دیتے، بیاض واحدی بکثرت ایسی مثالیں موجود ہیں۔

بیاض واحدی کی پہلی جلد تقریباً ایک صدی قبل لاہور سے شائع ہوئی تھی، جبکہ باقی اجزاء مخطوطہ کی صورت میں سندھ کے مختلف مکتبوں میں موجود ہیں۔

بیاض واحدی کے فتاوی جات میں عربی وفارسی اشعار سے استشہاد:

فتوی نویسی ایک قانونی معاملہ ہے، جس میں جس شرعی حکم کی طرف رہنمائی مطلوب ہوتی ہے اسی حکم شرعی کو دلائل سے بیان کیا جاتا ہے، لیکن بیاض واحدی میں بعض ایسے مسائل ہیں، جن کا شرعی حکم قرآن وحدیث، اقوال فقہاء کی روشنی میں بیان کرنے کے ساتھ ساتھ مخدوم صاحب نے فارسی وعربی اشعار کے ذریعہ بھی تائیدات پیش کی ہیں جو ان احکام شرعیہ پر من وعن صادق آتی ہیں۔ ایسے مسائل اگرچہ زیادہ نہیں ہیں، لیکن 'القلیل ینبیء عن الکثیر ' کا مصداق ضرور ہیں، اور مخدوم صاحب کی عربی وفارسی ادب پر کامل دسترس ہونے پر دال ہیں۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے محققین کے لئے تحقیق کے میدان میں جدید موضوعات حاصل ہوں گے۔

بیاض واحدی میں عربی اشعار کے استعمال کی چند مثالیں:

(1) غيري جنى وأنا المعاقب فيكم فكأني سبابة المتندم[19]

ایک شخص کو دوسرے کے جرم میں قید کرنے کا حکم:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال پوچھا گیا کہ

سوال: کسی کو اس کے ہمسایہ کے جرم کی وجہ سے گرفتار کرنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: تو آپ نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانہ سے ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ قرآن پاک کی آیت ہے:

(أن لا تزر وازرة وزر أخرى) [20]

تفسیر بیضاوی میں ہے کہ کسی کو بھی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا۔

حاشیہ شیخ زادہ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پہلے ایک شخص کو دوسرے شخص کے جرم کی وجہ سے پکڑا اور قید کیا جاتا تھا، آدمی کو اس کے باپ، بھائی، یا بیوی کے جرم قتل کی وجہ سے قتل کر دیا جاتا تھا، یہاں تک کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام آئے تو اس عمل سے انہیں منع کیا اور اللہ تعالی کا یہ پیغام: (أن لا تزر وازرة وزر أخرى) [21] پہنچایا۔

کفایہ شرح ہدایہ میں ہے: باپ کو بیٹے کے جرم میں، بیٹے کو باپ کے جرم میں اور پڑوسی کو پڑوسی کے جرم میں پکڑنا اور قید کرنا جائز نہیں الا یہ کہ وہ شخص اس مجرم کا کفیل ہو۔

اس کے بعد اس عمل کی قباحت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: **قال الشاعر كما في «المطول» في تقبيح العقاب بجناية غيره:**

غيري جنى وأنا المعاقب فيكم   فكأني سبابة المتندم

شاعر نے دوسرے کے جرم میں سزا ہونے کی قباحت بیان کرتے ہوئے کہا ہے کہ "جرم دوسرے نے کیا اور سزا مجھے ملی ہے گویا کہ میں ہر پشیمان کے لئے گالی ہوں۔

اس فتویٰ میں مخدوم عبدالواحد سیوستانی نے قرآن، تفسیر، حدیث، کتب فقہ سے مسئلہ کا شرعی حکم واضح کرنے کے بعد عربی شعر کے ذریعہ بھی اس عمل کی قباحت بیان کی ہے، گویا یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ یہ عمل صرف شرعاً نہیں بلکہ طبعاً بھی قبیح ہے۔[22]

2) قل لمن يأكل الحشيش جهلاً   يا خسيساً قد عشت شر معيشة

دية العقل بدرة فلما ذا   يا سفيهاً قد بعتها بحشيشة[23]

خمر کے علاوہ دیگر شرابوں سے متعلق حکم:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سے ایک سوال پوچھا گیا ہے کہ

سوال: ہدایہ اور جامع صغیر میں ہے کہ ماسوا ان شرابوں کے باقی تمام شرابوں میں کوئی حرج نہیں، لہذا اس صراحت سے تقاضا یہ ہے کہ گندم

،جو اور چاول سے اخذ کئے گئے شراب امام ابو حنیفہ کے قول کے مطابق حلال ہوں، اور پینے والے پر حد جاری نہیں کرنی چاہئے۔
جواب: آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ خمر اور دیگر نشہ آور چیزوں سے متعلق فتویٰ امام محمد کے قول پر ہے، پھر اسے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے، مثلاً امام محمد جس حدیث پر عمل کرتے ہیں ((کل مسکر حرام)) رواہ **البخاري**[24] آپ نے اس حدیث کو ایسی حدیثِ مشہور قرار دیا ہے جو حدیثِ متواتر کے قائم مقام ہے، کیونکہ یہ حدیث تقریباً 13 صحابہ سے مروی ہے۔ پھر اس پر کتب فقہ کی عبارات ذکر کرے مسئلہ کی توضیح کی ہے، اور آخر میں حشیش یعنی بھنگ کے پتوں سے بنی ہوئی شراب کو حرام قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ بھنگ اور حشیش میں کیا فرق ہے؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا ان دونوں کا حکم ایک ہے یعنی دونوں حرام ہیں، لیکن طبعی طور پر ان دونوں میں فرق ہے، اگرچہ عرف عام میں حشیش بھی بھنگ کے نام سے مشہور ہے، اور اسی وجہ سے بعض کتبِ فقہ میں بھی ان دونوں کو ایک ہی چیز شمار کیا گیا ہے، حالانکہ بھنگ کا وجود عہد اسلام سے ہے جبکہ حشیش کی ابتداء چھٹی صدی کی آخر میں ہوئی ہے، جیسا کہ لمعات التنقیح میں ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ خمر میں جتنی برائیاں ہیں وہ حشیش (یعنی بھنگ کے پتوں کی شراب) میں ہیں اور اس مزید ایسی خرابیاں ہیں جو کہ خمر میں نہیں ہیں، اس لئے کہ شربِ خمر میں زیادہ تر نقصان دین کا ہے جبکہ حشیش کے استعمال میں دین کے ساتھ ساتھ بدن کا بھی نقصان ہے۔
پھر اسی حشیش کی قباحت اور اس کے نقصان کو بیان کرتے ہوئے یہ عربی شعر رقم فرماتے ہیں: ولقد أحسن القائل: شعر:

قل لمن يأكل الحشيش جهلاً   يا خسيساً قد عشت شر معيشة
دية العقل بدرة فلما ذا   يا سفيهاً قد بعتها بحشيشة

یعنی حشیش کی خرابیاں بیان کرتے ہوئے شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ: جو شخص جہالت کی بنا پر حشیش کھاتا ہے اسے کہو اے خبیث! تو نے بہت بُری زندگی گزاری، عقل کی دیت ایک بدرہ (بدرہ سے مراد درہم ودینار کی تھیلی جس میں ایک ہزار درہم، یا دس ہزار درہم یا سات ہزار دینار ہوں) اے بیوقوف تم نے اس عقل کو تھوڑی سی حشیش کے بدلے بیچ ڈالا (یعنی حشیش کے استعمال کی وجہ سے مدہوش ہو کر اپنی عقل کھو دیتے ہو)۔'[25]

بیاض واحدی کے فتاوی جات میں فارسی اشعار کے استعمال کی امثلہ:

(1) یاران ایں زمان نہ یار اند اعتبار
ظاہر بشکل شکر باطن بشکل مار[26]

دنیوی عداوت کے ثبوت کے اسباب: مخدوم عبدالواحد سیوستانی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال پوچھا گیا ہے کہ' چونکہ عداوت کی وجہ سے گواہ کی گواہی رد ہو جاتی ہے، لہذا عداوت کے اسباب کیا ہیں؟ بحر الرائق میں خزانۃ المفتین کے حوالے سے ہے کہ دشمن وہ ہے جو اپنے دشمن کی پریشانی میں خوش ہو اور خوشی میں پریشان ہو، جبکہ در مختار میں ہے کہ کسی پر زنا کی تہمت لگانے، یا کسی کے والی اور وارث کو زخمی یا قتل کرنے سے عداوت ثابت ہو گی۔ بظاہر ان دونوں اقوال میں اختلاف ہے، اس کا شافی جواب عنایت فرمائیں۔

مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ: در مختار میں جو مذکور ہے عمل اسی پر ہے۔ باقی بحر الرائق میں بحوالہ خزانۃ المفتین جو روایت ہے اس کی پہچان بآسانی نہیں ہوسکتی، کیونکہ خوش ہونا اور غمگیں ہونے کا تعلق دل سے ہے اور اگرچہ ان کے اثرات چہرے پر بشاشت وغیرہ کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں لیکن اس کی پہچان صاحب بصیرت آدمی ہی کو حاصل ہوسکتی ہے، اس لئے کہ چالاک دشمن چہرے پر بشاشت کو ظاہر کرے گا اور اس کا باطن دشمنی سے بھرا ہوا ہوگا، اسی طرح منافق کے چہرے پر غم کے آثار ہوں گے لیکن اس کا دل خوشی سے سرشار ہوگا۔

پھر اسی صورت حال کو فارسی شعر کی صورت میں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ولنعم ما قيل:

یاران ایں زمان نہ یار اند اعتبار
ظاہر بشکل شکر باطن بشکل مار

یعنی فارسی شاعر نے بہت خوب کہا ہے کہ آجکل کے دوست درحقیقت دوست نہیں ہوتے، ظاہر میں شکر کی طرح میٹھے اور باطن میں سانپ کی طرح ہوتے ہیں۔[27]

لہذا معلوم یہ ہوا کہ بحر الرائق میں عداوت کے ثبوت کے حوالہ سے بیان کردہ علامات قابل عمل نہیں ہوسکتی۔

(1) بشرع اگرچہ حلال است از مروت نیست
ہلاک صید کہ او نیز چوں تو جان دارد[28]

شکاری کتے کے ذریعہ خنزیر کے شکار کا حکم:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سے ایک سوال پوچھا گیا کہ

سوال: کتوں کے ذریعہ خنزیر کا شکار جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں فرمایا کہ: منفعت حاصل کرنے کے لئے شکار کرنا جائز ہے لیکن لہو ولعب کے طور پر جائز نہیں، جیسا کہ در مختار میں ہے کہ ماکول اللحم جانوروں کا شکار جائز ہے ان کی کھال، بال، پر سے منفعت حاصل کرنے کے لئے یا ان کے شر سے بچنے کے لئے یہ سب مشروع ہے۔ کفایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال نہیں ان کا بھی شکار کرنا جائز ہے، کیونکہ ان کی کھال سے منفعت لینا جائز ہے، اور ان کے شر سے بچنے کے لئے بھی ان کا شکار جائز ہے۔ باقی لہو ولعب کے طور پر شکار جائز نہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے وفي حديث **المشكاة** ((من اتبع الصيد غفل))[29]

شیخ عبدالحق دہلوی لمعات التنقیح میں اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جو شخص لہو ولعب کے طور پر شکار میں مصروف رہے وہ عبادت وبندگی سے غافل ہوجاتا ہے۔

پھر اس پر ایک فارسی شعر سے بھی استشہاد کرتے ہیں: وأيضاً قال الشيخ في شرحه الفارسي: بی شک وشبہ صید مباح حلال است ولیکن

شاعری گفتہ است: بیت:

بشرع اگرچہ حلال است از مروت نیست ہلاک صید کہ او نیز چوں تو جان دارد

کہ شیخ عبدالحق دہلوی مشکاۃ شریف کی فارسی شرح اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: بے شک وشبہ شکار کرنا مباح اور حلال ہے لیکن ایک شاعر کہتا ہے کہ: شریعت میں اگرچہ شکار کرنا حلال ہے، لیکن جانور کا شکار کرکے اسے ہلاک کرنے میں مروت نہیں ہے کیونکہ وہ بھی تیری طرح ایک جاندار چیز ہے۔(30)

(1) رنگ وبوئی گیر زدرویشے ہمی چوں عماد
ہمچو گل مشکین نفس شو ہمچو گربہ پشم پوش (31)

اونی یعنی پشمینی لباس پہننے کا حکم:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی سے سوال کیا گیا ہے کہ

سوال: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے بنا ہوا لباس اور عمامہ زیب تن فرمایا پھر گھر سے باہر مسجد کی طرف تشریف لے گئے اور منبر پر خطبہ ارشاد فرمایا، اس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخلوق میں سے کوئی زیادہ حسن والا نہیں تھا، تھوڑی دیر ہی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم منبر سے اترے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر آپ کو اون سے بنے ہوئے لباس پہننے سے منع فرمایا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم وفات تک اون کا لباس نہیں پہنا۔

جبکہ کتاب عین العلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سبز رنگ اور اون کا لباس پہنتے تھے، اسی طرح ابن عساکر کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اون سے بنا ہوا لباس پہنتے تھے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے تھے کہ جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے ہیں۔

توان دونوں روایات میں تعارض ہے؟ آپ سے اس مسئلہ میں تحقیق کی طلب ہے۔

جواب: مخدوم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے لکھا کہ: اون کا لباس پہننا منہیات میں سے نہیں بلکہ مستحبات میں سے ہے، اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس پہنتے تھے۔ جیسا کہ سنن ابی داود میں ہے: کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف (اون) کا جبہ جو کہ رومی جبہ تھا پہنا ہے۔ خلاصہ السیر اور مواہب اللدنیہ میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اون کا لباس پہنتے تھے۔ شیخ عبدالحق دہلوی رسالہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلیم (اون) کا لباس پہنتے تھے۔ اور اختیار حسینی رسالہ حبیبیہ میں لکھتے ہیں کہ فتاوی میں وارد ہوا ہے کہ تین قسم کے کپڑے پہننا مستحب ہے، اول روئی، دوم کتان اور سوم پشمینہ، راغب اصفہانی محاضرات میں لکھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پشمینہ لباس پہنتے تھے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو ایمان کی مٹھاس حاصل کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے پشمینہ لباس پہنے۔

مزید فرماتے ہیں: ونیک گفتہ فقیہ دریں باب

رنگ وبوئی گیر زدرویشے ہمی چوں عماد   ہچو گل مشکین نفس شو ہچو گربہ پشم پوش

یعنی فقیہ نے اس سے متعلق اچھا شعر کہا ہے کہ: رنگ اور بو عماد کی طرح کسی درویش سے حاصل کر، گل کی طرح خوشبودار ہو جا اور بلی کی طرح اون کا (پشمینی) لباس پہن لے۔(32)

خلاصہ بحث:

مخدوم عبدالواحد سیوستانی علوم نقلیہ وعلوم عقلیہ کے ساتھ ساتھ عربی وفارسی ادب (نثر ونظم) میں بھی کمال مہارت رکھتے تھے، اس مختصر جائزے سے صاحب کتاب کی قدر ومنزلت، علمی وجاہت اور آپ کی کتاببیاض واحدی کی جامعیت واہمیت بیان کرنے کی کوشش کی ہے، مخدوم صاحب نے جہاں قرآن، تفسیر، حدیث، اصول حدیث، فقہ، اصول فقہ، اور رسم فتوی نویسی کے اصول وضوابط کی روشنی میں مسائل کا بیان کیا ہے، ان کی تشریح وتوضیح کی ہے، کثیر جزئیات اور دلائل کا التزام کیا ہے، وہیں پر عربی وفارسی اشعار کے ذریعہ بھی مسائل کی تشریح وتوضیح اور احکام شرعیہ کی تائید وتوثیق کی ہے۔ اس کتاب کو اصولِ تحقیق وتخریج کے مطابق زیور طباعت سے آراستہ کرنے سے فقہ حنفی کی کتب میں ایک بہت بڑی اہم کتاب کا اضافہ ہو گا جس سے یقیناً اہل علم حضرات بکثرت مستفید ہوں گے۔

ماخذومراجع

(1) Siddiqui, Saleem Ullah,Makhdoom, Preface Biyyaz-e-Wahidi, (Sindhi Adabi Board,Jamshoro, Edition:2006) Vol:1:6, Wafai,Deen Muhammad, Moulana, Tazkirah Mashaheer-e-Sindh (Sindhi Adabi Board, Jamshoro, Edition: 2005) Vol:1,P.147

(2) Ibid., Vol:1, p.6

(3) Wafai,Deen Muhammad, Moulana, Tazkirah Mashaheer-e-Sindh (Sindhi Adabi Board, Jamshoro, Edition: 2005) Vol:1,p.147

(4) Ibid.,Vol:1,p.47

(5) Siddiqui, Saleem Ullah,Makhdoom, Preface Rasail-e-Sevistani, (Sindhi Adabi Board,Jamshoro, Edition)p. 4

(6) Wafai,Deen Muhammad, Moulana, Tazkirah Mashaheer-e-Sindh (Sindhi Adabi Board, Jamshoro, Edition:2005) Vol:1,p. 147

(7) Ibid., Vol1, p.47

(8) Siddiqui, Saleem Ullah,Makhdoom, Preface Biyyaz-e-Wahidi, (Sindhi Adabi Board,Jamshoro, Edition:2006) Vol:1, p.9

(9) Siddiqui, Saleem Ullah,Makhdoom, Preface Biyyaz-e-Wahidi, (Sindhi Adabi Board,Jamshoro, Edition:2006) Vol:1,p.18-19, Wafai,Deen Muhammad, Moulana, Tazkirah Mashaheer-e-Sindh (Sindhi Adabi Board, Jamshoro, Edition: 2005) Vol:1, p.150-151

(10) Wafai,Deen Muhammad, Moulana, Tazkirah Mashaheer-e-Sindh (Sindhi Adabi Board, Jamshoro, Edition:2005) Vol:1, p.148

(11) Mujaddidi, Fazlullah, Umdat-ul-Maqamat, (letho Printing, Lahore) p.293, Wafai,Deen Muhammad, Moulana, Tazkirah Mashaheer-e-Sindh (Sindhi Adabi Board, Jamshoro, Edition:2005) Vol:1, p.148

(12) Shabir Ahmed, Hafiz, Makhdoom Haji Muhammad Halai, Hayat o Khidmat (PhD thesis) University Of Sindh, p.497

(13) Sevistani, Abdul Wahid, Makhdoom, Biyyaz-e-Wahidi (Manuscript) Vol:3, p.262

(14) Siddiqui, Saleem Ullah,Makhdoom, Preface Biyyaz-e-Wahidi, (Sindhi Adabi Board,Jamshoro, Edition:2006)Vol:1, p.9

(15) Ibid., Vol:1, p.9

(16) Ibid., Vol:1, p.9

(17) Sevistani, Abdul Wahid, Makhdoom, Biyyaz-e-Wahidi (Manuscript) Vol:3, p.262

(18) Siddiqui, Saleem Ullah,Makhdoom, Preface Biyyaz-e-Wahidi, (Sindhi Adabi Board,Jamshoro, Edition:2006)Vol:1, p.10

(19) Sevistani, Abdul Wahid, Makhdoom, Biyyaz-e-Wahidi (Manuscript) Vol:3, p.55

(20) Surah Alnajm:53:30

(21) Ibid.,53:30

(22) Sevistani, Abdul Wahid, Makhdoom, Biyyaz-e-Wahidi (Manuscript) Vol:3,p.55

(23) Ibid., Vol:3,p.193

(24) Bukari, Muhammad bin Ismail, Sahih Albukhari, (Dar Tauq ul Nijat, Edition:1422 A.H) Hadith#4343, Vol:5, p.161

(25) Sevistani, Abdul Wahid, Makhdoom, Biyyaz-e-Wahidi (Manuscript) Vol:3,p.193

(26) Ibid., Vol:3,p.97

(27) Ibid., Vol:3,p.96-97

(28) Ibid., Vol:3,p.200

(29) Tabrezi, Muhammad Bin Abdullah, Mishkat Al Masabih, (Al Maktab Al Islami, Berut, Edition:1985), Hadith# 3701, Vol:2, p.1093

(30) Sevistani, Abdul Wahid, Makhdoom, Biyyaz-e-Wahidi (Manuscript) Vol:3,p.193

(31) Ibid., Vol:3,p.204

(32) Ibid., Vol:3,p.204-205